قسط ۳

جناب پروفیسر محمد رضا صاحب عقاری گورنمنٹ کالج بہاولنگر

# سماجی اور معاشی انشورنس کی اسلامی تنظیم

اب تک ہم نے موجودہ مغربی نظام انشورنس کا جائزہ لیا ہے اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں یہ بات ثابت کی ہے کہ یہ نظام غیر شرعی اور ظالمانہ مقاصد اور مفسدانہ شرائط کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔ البتہ اگر اس کے اصول و مقاصد کی ترمیم (MODIFICATION) از روئے شریعت اسلامیہ کر دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہم نے اشارۃً اس کی ترمیم یا اصلاح کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ یہ تمام باتیں مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام انشورنس کے تعارف کے طور پر تھیں جس سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ موجودہ نظام انشورنس سماجی اور معاشی تحفظ (SOCIAL AND ECOOIOMIC-SEURITY) کا ضامن نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس کا دائرہ کار انتہائی محدود ہے یعنی اگر کچھ ہے تو صرف انہی حضرات کے لئے جو اس کے بیمہ دار (POLICY HOLDERS) ہیں جو عموماً سرمایہ دار ہوتے ہیں یا متوسط طبقہ کے لوگ۔ اس نظام میں ایسے شخص کے لئے جو معاشی دوڑ میں پیچھے رہ گیا ہے اسے ساتھ ملانے کا اور نہ گرے پڑے کو اٹھا کر ساتھ چلانے کا پروگرام ہے نہ اس میں ان یتیم بچوں کے لئے دست شفقت ہے جن کا غریب مرحوم باپ بیمہ دار نہ تھا۔ اس نظام میں بیوہ کے لئے نان شبینہ تک کا انتظام نہیں۔ جس کا مزدور خاوند انشورنس کمپنی میں اپنا یا اس بیوہ کا بیمہ نہ کرا سکا۔ اس میں ان عام غربا کی بھوک مٹانے کا اور کپڑا پہنانے کا کوئی سامان نہیں جو اپنی غربت کی وجہ سے بیمہ پالیسی خرید نہیں سکتے تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ نظام انشورنس جس پر آج مغرب فخر کر رہا ہے اور غربا کو اپنا محسن ہونا بتا رہا ہے جس کے پرفریب اور پرکشش اشتہارات فکر فردا کرنے اور غم دوش نہ رہنے کا درس دے رہے ہیں دراصل مذموم سرمایہ داری کی کوکھ سے جنم لینے والا ایک نیا نظام سرمایہ داری، ایک جدید حیلہ اکتناز دولت اور یہودی سودی کاروبار کو فروغ بخشنے کی ایک نئی چال ہے جس کا مقصد امیر کے لئے سب کچھ مگر بے نوا غریب کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔

آئیے ہم آپ کا تعارف ایسے نظام انشورنس سے کراتے ہیں جس کا مقصد اسلامی ریاست کے صاحب ثروت و صولت سے کچھ جائز طریقہ سے لے کر اور غربا اور معذورین سے کچھ بھی نہ لے کر ریاست کے تمام شہریوں بلا تمیز

مسلم و کافر تمام سماجی و معاشرتی حاجات کی کفالت، غیر متوقع خطرات کا تحفظ اور نقصانات کی تلافی کی ضمانت دینا ہے۔ یہ انشورنس اس معاشی نظام کا پیدا کردہ ہے جس کا مقصد عدل اجتماعی امن و سلامتی۔ عام رفاہیت، اخوت و مودت اور مروت و موانست کو فروغ دینا ہے۔ اس نظام انشورنس میں بیمہ دار بننے کے لئے مقررہ رقم دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف اسلام کو بحیثیت مکمل ضابطہ حیات تسلیم کرنا، امراء کا جائز شرعی ٹیکسوں (زکوٰۃ، صدقات واجبہ عشر وغیرہ بصورت اقساط) کا ادا کرنا اور پوری زندگی اسلام کا بندہ بن کر رہنا ہے۔ اور بصورت ذمی اسلامی ریاست کا وفادار شہری اور معمولی جزیہ کی ادائیگی اور بس۔

اسلام جس قسم کا نظام انشورنس پیش کرتا ہے۔ اس میں اولیت اس بات کو دی گئی ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شخص بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے۔ اسلام کا نظام انشورنس امیر کو ترغیب اور ترہیب دونوں طریقوں سے یہ درس دیتا ہے کہ غریب اور محروم المعیشت تک اس کی ضروریات زندگی پہنچائے۔ اسلام ایسے شخص کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا جو مفلس کی حاجت روائی نہ کرے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ [1]

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو سزا و جزا کا منکر ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا۔

اس آیت میں غریب کو کھانا کھلانے سے انکار تو کجا اگر کوئی فرد کسی دوسرے متمول فرد کو کسی مصیبت زدہ کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا تب وہ دین دار نہیں۔ ایک دوسری جگہ نہایت ہی تہدید آمیز لہجہ میں فرمایا:

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۝ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۝ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ [2]

ترجمہ: "اسے پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو۔ پھر اسے جہنم میں داخل کرو۔ پھر اسے ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑ دو۔ یقیناً یہ وہی ہے جو خدائے عظیم پر ایمان نہیں لاتا تھا اور نہ ہی محتاجوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔"

ایک جگہ مومنین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ [3]

---

[1] الماعون ۱ تا ۳ [2] الحاقہ ۳۰ تا ۳۴ [3] الدہر ۸

ترجمہ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں (اپنا) کھانا مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے:۔

ایما اھل عرصۃ اصبح فیھم امرؤ جائعاً فقد برئت منھم ذمۃ اللہ تبارک وتعالیٰ[1]

ترجمہ۔ کسی بستی میں کوئی شخص صبح کو اس حال میں اٹھے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ پر اس بستی کی بقا و تحفظ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہ جاتی۔

عن ابی سعید ن الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ علی من لا ظھر لہ ومن لہ فضل من زاد فلیعد بہ علی من لا زاد لہ قال فذکر من اصناف المال ما ذکر حتی رأینا انہ لا حق لاحد منا فی فضل[2]

ترجمہ۔ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس ضرورت سے زیادہ زادِ راہ ہو وہ اسے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں۔ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مختلف انواع کے مال کا ذکر فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ ہم میں سے کسی کو اپنے فاضل مال پر حق نہیں۔

من کان عندہ طعام اثنین فلیذھب بثالث ..... فان اربع فخامس او سادس[3]

ترجمہ۔ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو مہمان بنا کر شامل کرے اور اگر چار کا ہو تو پانچویں یا چھٹے کو۔

دراصل اسلام نے جو تصورِ وحدتِ امت دیا ہے اس نے دوئی کے تمام پردے چاک کر دیے۔ اور منافرت کی تمام دیواریں ڈھا دی ہیں۔ امت اسلامیہ جسدِ واحد کی مانند ہے۔ یہاں سے وہاں تک ایک ہی احساس کام کرتا ہے اگر اس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو دیگر تمام اعضاء اس کی درد کی ٹیس محسوس کرتے ہیں۔ امت اسلامیہ کی یہ تعبیر بڑی ہی دلکش اور مؤثر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے۔

تری المومنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکی فیہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسھر والحمی[4]

ترجمہ۔ تو مومنین کو ان کے آپس میں لطف و کرم اور انس و محبت میں ایک جسد کی مانند دیکھے گا جس کے ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو جسم کا ایک ایک عضو بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل نشر کردہ احمد محمد شاکر حدیث ۴۸۸۰ [2] مسلم، ابوداؤد [3] متفق علیہ [4] متفق علیہ

اب فیصلہ آپ ہی فرمائیں کہ مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام انشورنس اسلام کے نظام انشورنس کی خاکِ راہ کو بھی پا سکتا ہے۔

صح عن عبیدۃ بن الجراح وثلث مائۃ من الصحابۃ ان زادھم فنی فامرھم ابوعبیدۃ فاجمعوا ازوادھم فی مزودین وجعل یقوتھم ایاھا علی سواء[1]

ترجمہ۔ حضرت ابو عبیدہؓ اور تین سو صحابہ کرام سے متعلق یہ روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ (ایک موقع پر) ان کا سامان خورد و نوش ختم ہونے کے قریب آ لگا۔ پس حضرت ابو عبیدہ نے حکم دیا کہ جس جس کے پاس جس قدر ہے وہ حاضر کرے اور سب کو یکجا کر کے ان سب میں برابر برابر تقسیم کر کے سب کو قوت لایموت کا سامان مہیا کر دیا۔

عن محمد بن علی انہ سمع علی بن ابی طالب یقول: ان اللّٰہ تعالیٰ فرض علی الاغنیاء فی اموالھم بقدر ما یکفی فقراءھم۔ فان جاعوا او عروا وجھدوا فبمنع الاغنیاء وحق علی اللّٰہ تعالیٰ ان یحاسبھم یوم القیامۃ ویعذبھم علیہ[2]

ترجمہ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ دولت کے اموال پر ان کے غریبوں کی معاشی حالت کو بدرجہ کفالت پورا کرنا فرض کر دیا ہے۔ پس اگر وہ بھوکے ننگے یا معاشی مصائب میں مبتلا ہوں گے تو وہ محض اس لئے کہ اہلِ ثروت اپنا حق ادا نہیں کرتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے باز پرس کرے گا اور اس کوتاہی پر انہیں عذاب دے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعری قبیلہ والوں کی اس وجہ سے تعریف فرمائی کہ جب سفر حضر میں غلہ کی کمی ہو جاتی تو وہ اپنا غلہ ایک کپڑے میں جمع کر دیتے۔ اور پھر برابر تقسیم کر لیتے۔ چنانچہ وہ لوگ مجھ سے ہیں۔ اور میں ان میں سے ہوں[3]

حضرت امام شافعیؒ اس حدیث سے ایک نہایت دقیق فقہی مسئلہ اخذ کرتے ہیں۔ ان کا مشہور مقولہ ہے:۔

"فقراء کا لوگوں کے مال میں اصولی طور پر حق ہے۔ ضرورت پڑنے پر امیر اور فقیر کے درمیان مال کو مشترک قرار دیا جا سکتا ہے"[3]

"اس بات پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص بھوکا، ننگا یا ضروریات رہائش سے محروم ہے تو مالدار کے خاص مال سے اس کی کفالت کرنا فرض ہے"[4]

مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اس پر حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ تمام ائمہ مجتہدین کا بھی یہی مسلک ہے۔[5]

یہ اور اسی قسم کی دوسری آیات قرآنی۔ احادیث نبوی اور آثار صحابہ کرامؓ کو سامنے رکھ کر مغرب (اندلس) کے

---

[1] محلیٰ جلد ۶ ص ۱۵۸ [2] محلی جلد ۶ ص ۱۵۸ [3] بخاری و مسلم [3] بحوالہ مقالہ ڈاکٹر محمد شوقی الفنجری استاد جامع ازہر

[4] محلی جلد ۶ ص ۱۵۸ [5] اسلام کا اقتصادی نظام ص ۴۶

مشہور محدث و فقیہہ ابو محمد بن حزم ظاہری نے — کہ جن کو بعض علماء نے قرن خامس کا مجدد کہا ہے — یہ مسئلہ تحریر فرماتے ہیں۔" اور ہر ایک بستی کے ارباب دولت کا فرض ہے کہ وہ فقراء اور غرباء کی معاشی زندگی کے کفیل ہوں اور اگر مال سے فئے (بیت المال کی آمدنی) ان غرباء کی معاشی کفالت کو پوری نہ ہوتی ہو تو سلطان (امیر) ان ارباب دولت کو ان کی کفالت کے لئے مجبور کر سکتا ہے۔ (یعنی ان کے فاضل مال سے بالجبر لے کر فقراء کی ضروریات میں صرف کر سکتا ہے) اور ان کی زندگی کے اسباب کے لئے کم از کم یہ انتظام ضروری ہے کہ ان کی ضروری حاجت کے مطابق روٹی مہیا ہو پہننے کے لئے سردی اور گرمی دونوں موسم کے لحاظ سے لباس فراہم ہو اور رہنے کے لئے ایک ایسا مکان ہو جو ان کو بارش۔ گرمی دھوپ اور سیلاب جیسے امور سے محفوظ رکھے [1]

حضرت ابن حزم تو یہاں تک تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں کہتا ہوں کہ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس اپنی حاجات اصلیہ سے زائد خورد و نوش کا سامان موجود ہے اور دوسرا شخص بھوک سے اس قدر مضطرب ہے کہ موت طاری ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس مضطر کو مردار یا خنزیر کھانا جائز نہیں بلکہ اس کا حق ہے کہ زبردستی اس پر قبضہ کر کے بقدر حاجت استعمال کرے خواہ وہ مال مسلمان کا ہو، یا ذمی کا، یا غیر مسلم معاہد کا۔ اور یہ اس لئے کہ صاحب طعام پر فرض ہے کہ وہ بھوکے کو کھانا کھلائے لہٰذا ایسی صورت میں اس حاجت مند کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ خنزیر یا مردار کھانے پر مضطر ہو چکا ہے۔

بہر حال مضطر حاجت مند کے لئے درست ہے کہ وہ امیر کے مال سے اتنا لے لے جتنا اس کی یا اس کی حاجت کو رفع کر دے۔ پس اگر اس نے قبضہ کر لیا اور اس صورت میں لڑائی ہو اور سرمایہ دار نے محتاج کو قتل کر دیا۔ تو سرمایہ دار مارنے والے پر قصاص آئے گا اور اگر سرمایہ دار اس آویزش میں مارا گیا تو " الا لعنۃ اللّٰہ" اللہ تعالیٰ کی پھٹکار کو پہنچا۔ اس لئے کہ اس نے اس کے حق کو ادا کرنے سے انکار کیا۔ جو اس کے ذمہ فرض تھا [2] یہ علامہ ابن حزم کی اپنی رائے ہے۔ جو غرباء کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"میری دلی خواہش ہے کہ میں لوگوں کی ضروریات پورا کئے بغیر دم نہ لوں اس میں لوگ ایک دوسرے کی مدد کریں لیکن جب ایسا ممکن ہو تو پھر سب لوگوں کا خورد و نوش یکجا کر کے برابر تقسیم کر دوں۔"

---

[1] محلی صفحہ ۱۵۶ [2] اسی قسم کا ایک قول حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے ملاحظہ ہو مقالہ ڈاکٹر محمد شوقی استاد جامعہ ازہر کا مقالہ جو خدام الدین میں چھپا [3] محلی جلد ۶ ص ۱۵۶ [4] بحوالہ مضمون ڈاکٹر محمد شوقی قاہرہ۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"اما واللّٰہ لئن بقیت لارامل اھل العراق لادعنھم لا یفتقرون الی امیر بعدی" الخ

ترجمہ ۔اللہ کی قسم! اگر میں زندہ رہ گیا تو اہلِ عراق کی بیواؤں کو ایسا کر چھوڑوں گا کہ وہ میرے بعد کسی امیر کی محتاج نہ رہیں۔

مفکرِ اسلام مالک بن بنی جزائری نے اسلام کی نظر میں محتاج کی بنیادی ضروریات کی اہمیت کا فلسفہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔"ارے میں نماز کیسے پڑھوں مجھے تو بھوک لگی ہے۔"

آپ کے اس قول سے مفلس بھوکے کے اپنی فرض نماز چھوڑ دینے کا جواز نہیں۔ بلکہ یہ تو ریاست اور امراء اس کی بھوک کو رفع کرنے کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ کا ایک اور ارشاد یہاں نقل کرنے کے قابل ہے فرماتے ہیں۔

لو استقبلت من امری ما استدبرت لاخذت فضول اموال الاغنیاء فقسمتھا علی فقراء المھاجرین[۵]

ترجمہ ۔جس بات کا مجھے آج اندازہ ہوا ہے اگر پہلے ہو جاتا تو میں کبھی تاخیر نہ کرتا اور بلا شبہ اہلِ ثروت کی فاضل دولت لے کر فقراء و مہاجرین میں بانٹ دیتا۔

الغرض اس طرح اسلام تعاون و تکافل کا وہ اعلیٰ ترین معیار قائم کرنا چاہتا ہے جس تک آج کے مذموم سرمایہ دار اور لادین اشتراکی ذہن رکھنے والے کا تخیل پرواز ہی نہیں کر سکتا۔

اسلام سماجی اور معاشی انشورنس کے لئے اجتماعی کفالت عامہ کا جو تصور پیش کرتا ہے اسے وعظ اور تلقین ہی تک نہیں چھوڑا ۔نہ صرف اسے انفرادی اور اجتماعی وجدان کے رحم و کرم کے سپرد کیا ہے بلکہ اسلامی خلیفہ کے یہ بات ذمہ لگا دی ہے کہ وہ اس نظام کو عملی جامہ پہنائے ۔اور ہر اس رکاوٹ کو جڑ سے کاٹ دے جو اس نظام کے راستہ کا پتھر بنتی ہے ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بحیثیت امیر کے ہی تھا جس میں آپ نے فرمایا۔

"جو کوئی مقروض مرے، یتیم اولاد بے سہارا چھوڑے اس کا قرض میں ادا کروں گا۔ اور اولاد کی پرورش میرے ذمے ہے۔"[۱]

ایک اور روایت میں یہ فرمان اس طرح ہے۔"جو یتیم اور بے سہارا اولاد چھوڑے تو میں ان کا والی ہوں۔"[۲]

اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر فرد کو بقدرِ کفایت ضروریاتِ زندگی مہیا کرے ۔سید علی زاد حنفی

---

[۱] کتاب الخراج ص ۳۰ [۲] بحوالہ نمبر ۱ [۳] محلی ابن حزم جلد ۶ ص ۱۵۸

[۴] صحیحین [۵] ترمذی ابواب الفرائض

فرائض امیر پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ولا یدع فقیراً فی ولایتہ الا اعطاہ ولا مدیوناً الا قضی عنہ دینہ ولا ضعیفاً الا اعانہ ولا مظلوماً الا نصرہ ولا ظالماً الا منعہ عن الظلم ولا عارياً الا کساہ کسوۃ" [۱]

ترجمہ۔ اور امیر اپنی مملکت کے اندر کسی فقیر کو فقیر نہ رہنے دے اور نہ کسی قرض دار کو قرضدار باقی رکھے اور نہ کسی کمزور کو بے روزگار رہنے دے اور نہ کسی مظلوم کو دادرسی سے محروم کرے اور نہ کسی ظالم کو ظلم کرنے دے اور ہر ننگے کو لباس مہیا کرے۔

سماجی اور معاشی تحفظ کا ہی احساس تھا جس کے پیش نظر حضرت عمرؓ کا رعایا کی زندگی کو خوشحال بنانے اور ان کے ہر قسم کے حقوق کی حفاظت کرنے کی انتہائی خواہش کے سلسلے میں راتوں کو تفتیش حالات کے لئے گشت کرنا ایک مشہور تاریخی حقیقت ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ کا شوق رفاہیت عامہ اس پر بھی بس نہیں کرتا اور فرماتے ہیں۔

"اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ شب کا گشت تمام قلمرو میں پورے سال کیا کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ ہر قسم کی کوشش کے باوجود لوگوں کی بعض حاجات یقیناً پوری ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ کیونکہ وہ مجھ تک پہنچ نہیں سکتے اور عمال شاید ان کو مجھ تک نہ پہنچاتے ہوں۔ اس لئے دو دو مہینے مصر اور بحرین کا دورہ کروں گا۔ اور اسی طرح کوفہ اور بصرہ کا۔ [۲]

آپ کا ایک دوسرا قول ہے۔ "اگر پیٹ بھر کر کھڑا ہو جاؤں اور دوسرے انسان بھوکے ہوں تو اس کے ایک ہی معنی ہیں کہ میں عوام کا اچھا والی نہیں ہوں"۔ [۳]

ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ساری رات مصلے پر بیٹھے روتے رہے صبح کو زوجہ محترمہ نے اس غیر معمولی رنج وغم کا حال دریافت کیا تو فرمایا۔

"میرا حال یہ ہے کہ اسود و احمر تمام امت مسلمہ کا والی ہوں تو میں سوچتا ہوں کہ دور دور اقطاع و امصار میں ایسے ناتوان مسافر ہوں گے جو قناعت اور تنگ حالی کی وجہ سے برباد ہو رہے ہوں گے۔ پس مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں قیامت کے دن ضرور سوال کرے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب سے مجھ سے ضرور جھگڑیں گے سو میں ڈرتا ہوں کہ اس وقت اللہ کے حضور کوئی عذر نہیں پیش کر سکوں گا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی حجت لا سکوں گا تو یہ رنج وغم اسی خوف کی وجہ سے ہے [۴]

---

[۱] شرح شرعۃ الاسلام بحوالہ مولانا حفظ الرحمان " اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۲۹، ۱۳۰ [۲] طبری عن الحسین ۸ ۳ ۲۷، ابن جوزی سیرت عمرؓ ص ۱۲۳ [۳] مولانا حامد انصاری اسلام کا نظام حکومت ص ۴۰۲ [۴] کتاب الخراج ص ۱۷

مندرجہ بالا مضمون کی روشنی میں آپ اندازہ فرمائیں کہ اسلامی حکومت کو رعایا کے مستقبل کے خطرات سے تحفظ نقصانات کی تلافی اور ان کی کفالت عامہ کا کس قدر فکر ہے؟ اور اسے وہ اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے۔ جسے پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ کیا موجودہ نظام انشورنس یا اس کے بانی اور نقالی کرنے والی دیگر حکومتیں اس قسم کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہیں؟ تو پھر کیا بات ہے کہ یہ اسلامی نظام کو اپنانے کی کوشش نہیں کرتے؟

اسلامی نظام حکومت اپنے بیت المال میں باقاعدہ ایک شعبہ قائم کرتا ہے جس کا مقصد یہی ہے کہ اسلامی ممالک میں کوئی فرد بھی معیشت سے محروم نہ رہے۔ ایسے اشخاص جو مرض من مرض۔ ضعف پیری۔ نقص اعضا۔ یتیمی و بیوگی یا دوسرے اسباب کی بنا پر کسب معیشت سے معذور ہیں وہ افراد امت پر بار دوش نہ بن جائیں۔ بلکہ حکومت بیت المال سے وظائف مقرر کر کے ان کے حق معیشت کو پورا کرے[1]

حضرت عثمانؓ نے ضبار نہدی کے ضعف پیری اور کثرت اہل وعیال کو دیکھ کر ان کے بچوں کی تعداد دریافت کر کے ان کا اور ان کے بچوں کا جداگانہ وظیفہ مقرر کر دیا تھا[2]

حضرت عمر بن الخطابؓ نے بیت المال سے دودھ چھڑائے بچوں، بوڑھوں اور بیماروں کے وظائف مقرر کئے[3] واضح رہے کہ یہ اخراجات زکوٰۃ کے معروف مصارف کے علاوہ ہیں۔ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسے اس دور کے لئے سماجی تحفظ (SOCIAL SECURITY) کا نظام قرار دیا جا سکتا ہے۔

## اسلام کے نظام کفالت عامہ کا دائرہ کار

اس عنوان کے تحت ہمیں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ کیا اسلام نظام کفالت صرف مسلمانوں کے لئے ہے؟ اسلامی تعلیمات کا شناسا ذہن اس کا جواب منفی میں دے گا۔ قرآنی تعلیمات میں مسلم و کافر کی تمیز نہیں۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (دھر ۸)

ترجمہ۔ وہ اپنا کھانا اللہ کی محبت میں مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔

فقہا اسلامی میں یہ تصریح بھی ہے کہ صدقات واجبہ (مثلاً زکوٰۃ، عُشر) کے علاوہ بیت المال کے محاصل کا تعلق جس طرح قلمرو اسلامی کی مسلمان رعایا کی ضروریات زندگی سے وابستہ ہے اسی طرح غیر مسلم (ذمی) کی حاجات و ضروریات سے متعلق بھی ہے۔

چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فقرا اور مساکین میں غیر مسلموں (ذمیوں) کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اور

---

[1] عہد نبوی اور خلفائے راشدین المہدیینؓ کے عہد مبارک اور بعد کے ادوار میں بھی یہ چوتھا شعبہ تھا (مقالہ نگار) [2] اسلام کا اقتصادی نظام ص ۱۴۶، [3] کتاب الاموال صہ ۲۳۸

حضرت امام ابو یوسف ؒ نے قانونِ فقہ میں اس قول کو سند ٹھہرایا ہے [۱]

امام اعظم اور امام محمد نے تو تصریح کر دی ہے کہ زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ تمام صدقات واجبہ و نافلہ مثلاً نذر و خطر وغیرہ ذمی فقراء کو دئیے جا سکتے ہیں۔ اور حربی مستامن کی مدد بھی صدقاتِ نافلہ سے کی جا سکتی ہے [۲]

ایک مرتبہ حضرت فاروقِ اعظم ایک مکان پر تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا نابینا بھیک مانگ رہا ہے۔ دریافت فرمانے پر پتہ چلا کہ یہودی ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس چیز نے بھیک مانگنے پر مجبور کیا؟ اس نے جواب دیا کہ جزیہ کی ادائیگی، معاشی ضرورت اور پیرانہ سالی نے۔ یہ سن کر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پہ لے گئے۔ جو موجود تھا وہ دیا اور پھر بیت المال کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا۔

"انظر هذا وضرباته، فوالله ما انصفناه ان اكلنا شيبته ثم نخذله عند الهرم" - انما الصدقات للفقراء والمساكين" والفقراء هم المسلمون وهذا من اهل الكتب ووضع عنه الجزية وعن ضرباته [۳]

ترجمہ: یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو! خدا کی قسم! ہم ہرگز انصاف پسند نہیں ہو سکتے اگر ان (ذمیوں) کی جوانی کی محنت (جزیہ) تو کھائیں اور ان کی پیرانہ سالی میں انہیں بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دیں۔ قرآن عزیز میں ہے: "انما الصدقات للفقراء والمساكين" اور میرے نزدیک یہاں فقراء سے مراد مسلمان مفلس ہیں اور مساکین سے مراد اہلِ کتاب کے مساکین و فقراء ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ایسے لوگوں کا جزیہ معاف کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے حیرہ کو فتح کیا تو اہلِ حیرہ کو جو معاہدہ لکھ کر دیا وہ کفالت عامہ میں مسلم اور غیر مسلم کی مساوات کی ایک دستاویز ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وجعلت لهم ايما شيخ ضعف عن العمل او اصابته آفة من الآفات او كان غنيا فافتقر وصار اهل دينه يتصدقون عليه، طرحت جزيته وعيل من بيت مال المسلمين وعياله ما اقام بدار الهجرة ودار الاسلام [۴]

ترجمہ: "اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعفِ پیری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا آفات ارضی و سماوی میں سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے اور اسی کے اہلِ مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو ایسے تمام اشخاص کو جزیہ معاف ہے اور بیت المال ان کی اور ان کے اہل و عیال کی معاشی کفالت کا ذمہ دار ہے جب تک وہ دار السلام میں مقیم ہیں۔ یہ اور اسی قسم کے دیگر نظائر سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اسلام کا نظام کفالت عامہ بلا تمیز مسلم و کافر ہے یہ ایسا دریا ہے جس سے دوست دشمن دونوں پیاس بجھا سکتے ہیں اور ایسی ٹھنڈی چھاؤں ہے جس سے تمتع کا حق سب کو ہے۔ امید ہے کہ آپ اسلام کے نظام انشورنس کے مقصد و منہاج کو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے

---

[۱] شامی باب المصرف ج ۲ ص ۹۲ [۲] کتاب الخراج ص ۱۲۶ [۳] ایضاً [۴] کتاب الخراج ص ۱۴۴